در کفے جامِ شریعت در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

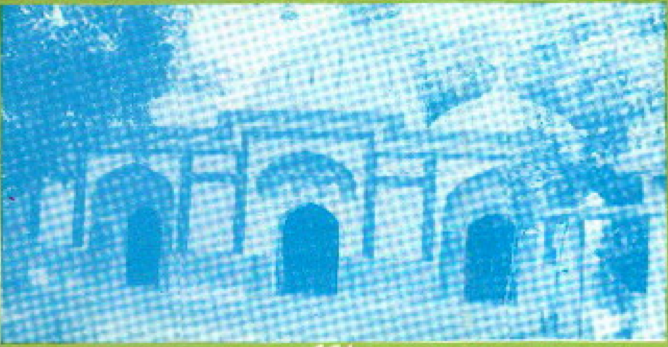

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت، پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگار حضرت ابوالبرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

رجسٹرڈ نمبر | پی ۳۶۹

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۵۸ | جلد نمبر ۵

۱۶ مارچ ۱۹۹۵ء | ۱۵ شوال المکرم ۱۴۱۵ھ

مدیر اعلیٰ فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کرکے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

مجلس ادارت

مدیر: غلام الحسنین قادری گیلانی

(بی کام آنرز)

معاونین

۱- پروفیسر محمد اسماعیل صاحب سیفی

(سابق سیکرٹری تعلیم صوبہ سرحد)

۲- ڈاکٹر ام سلمیٰ گیلانی

(لیکچرر جناح کالج برائے خواتین پشاور یونیورسٹی)

۳- الحاج صوفی مشتاق احمد صاحب

(سابق پرنسپل ہائر سکنڈری سکول کاکشال پشاور)

۴- اقبال ریاض صاحب

(ایڈیٹر ہفت روزہ سیاست پشاور)

۵- سید محمد انور شاہ قادری

(لائبریرین ایجوکیشن کالج گل بہار پشاور)

قانونی مشیر

۱- محمد اسماعیل قریشی (ایڈووکیٹ)

۲- ادریس احمد قادری (ایڈووکیٹ)

مجلس مشاورت

۱- سید محمد حسنین قادری گیلانی

(اے وی پی نیشنل بنک)

۲- سید سجاد حسین شاہ بخاری

(ایگزیکٹو انجینئر واپڈا)

۳- الحاج منظور الٰہی قادری

(وی پی یونائیٹڈ بنک)

۴- الحاج محمد عابد (صراف)

۵- ڈاکٹر محمد انعام قادری

(رجسٹرار خیبر ہسپتال پشاور)

۶- سمیع اللہ قادری

(لائبریرین ہائر سکنڈری سکول چمکنی پشاور)

مجلس منتظمہ

۱- سید علاؤ الدین علی قادری گیلانی

۲- سید سعید الزمان قادری گیلانی

۳- محمد سلیم قادری ۴- حاجی سجاد حسین

سرکولیشن منیجر: سید نور الحسنین قادری گیلانی

اسسٹنٹ سرکولیشن منیجر سید حبیب شاہ قادری

قیمت: ۷ روپے

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	مصنف	صفحہ نمبر
۱۔	شذرہ	اقبال ریاض صاحب	۳
۲۔	نعت شریف	حضرت علامہ خضر حسین چشتی	۴
۳۔	تعظیم و توقیر	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	۵
۴۔	استفتاء مع الجواب	حضرت علامہ مفتی خلیل الرحمٰن صاحب قادری نقشبندی	۱۰
۵۔	غزل	حسرت موہانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۳
۶۔	حضرت صاحبزادہ حافظ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ (پشاور)	پروفیسر لطیف الرحمٰن صاحب	۱۴
۷۔	حضرت امیر خسرو کے کلام کا منظوم اردو ترجمہ	سردار علی احمد خان صاحب	۱۹
۸۔	ایتائے زکوٰۃ	طاہرہ جبین (بی اے)	۲۰
۹۔	تفسیر القرآن الحسنیہ	مدیر اعلیٰ	۲۴
۱۰۔	انوار علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ	مدیر اعلیٰ	۲۹
۱۱۔	سیر السلوک الی ملک الملوک	مدیر اعلیٰ	۳۱

پندرہ روزہ الحسن پشاور

جلد نمبر ۵۔ شمارہ نمبر ۵۸

۱۶ مارچ ۱۹۹۵ء - ۱۵ شوال المعظم ۱۴۱۵ھ

شذرہ

پشاور شہر کو صاف ستھرا بنایئے

اقبال ریاض

صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ آفتاب احمد خان شیرپاؤ نے رمضان المبارک میں اپنے دورہ پشاور کے دوران شہر کی صفائی اور دیگر متعلقہ مسائل کے بارے میں عدم اطمینان کا اظہار کیا۔ اور میونسپل کارپوریشن کی خاتون ایڈمنسٹریٹر محترمہ وقار النزیب کو ہدایت کی کہ وہ ہر روز شہر کا دورہ کریں اور صفائی سے متعلق صورت حال کا جائزہ لیں۔ انہوں نے صوبائی وزیر سید قمر عباس کو جو عوامی شکایات کمیٹی کے چیئرمین بھی ہیں۔ مذکورہ مسائل کے سلسلے میں ایک ہفتے تک مکمل رپورٹ بھجوانے کے لئے کہا۔

پشاور شہر صوبہ سرحد کا دارالحکومت ہے۔ یہ شہر کبھی بڑا صاف ستھرا تھا لیکن آبادی میں بے پناہ اضافے۔ اندھادھند تعمیرات اور ناجائز تجاوزات کی وجہ سے یہ شہر ملک کا سب سے گندا شہر بن گیا ہے۔ سابقہ حکومتوں کی طرف سے وقتاً فوقتاً پشاور کو خوبصورت اور صاف ستھرا بنانے کے دعوے کئے جاتے رہے ہیں لیکن عملی طور پر نتیجہ صفر ہی رہا ہے۔ موجودہ خاتون ایڈمنسٹریٹر وقار النزیب نے بھی گزشتہ سال یوم آزادی کے موقع پر منعقد ہونے والی تقریب میں یہ اعلان کیا تھا کہ آئندہ سال یوم آزادی تک پشاور شہر کی تمام گلیوں کو صاف ستھرا اور پختہ بنا دیا جائے گا۔ اور شہر بھر کی سٹریٹ لائٹ بھی درست کرادی جائے گی ان کے اس دعوے کو چھ ماہ سے کچھ زائد ہو چکے ہیں۔ لیکن معاملہ ابھی وہیں ہے۔ شہر کی حالت یہ ہے کہ بارش ہوتی ہے تو پانی نشیبی علاقوں میں کھڑا ہو جاتا ہے۔ نالیوں سے پانی ابھر کر گلیوں میں پھیل جاتا ہے اور کئی راستے کیچڑ سے لت پت ہو جاتے ہیں۔ بہر حال یہ بات بڑی اطمینان بخش ہے کہ وزیر اعلیٰ سرحد نے اپنے اس اچانک دورے میں اس صورتحال کو محسوس کر لیا ہے۔ اور انہیں شہر کے ان بنیادی مسائل کا بھی علم ہو گیا ہے لہذا توقع ہے کہ متعلقہ ادارے اب اپنے فرائض میں غفلت کا مظاہرہ نہیں کریں گے۔ نیز اب جبکہ نئے ایڈمنسٹریٹر صاحب اپنے عہدے کا چارج سنبھال چکے ہیں ہم ان سے بھی امید کرتے ہیں کہ پشاور شہر کو خوبصورت اور صاف ستھرا بنانے میں اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں گے۔

نعت شریف

علامہ سید خضر حسین چشتی سٹڈی بہار الدین

رخ شہِ انبیاء کا جدھر ہوگیا
دونوں عالم کا کعبہ ادھر ہوگیا

ان کی انگلی کا جب اِک اشارہ ہوا
پلٹا خورشید، ٹکڑے قمر ہوگیا

جس پہ ڈالی نگاہِ کرم آپ نے
تھا وہ گمُ گشتہ رہ، پھر خضر ہوگیا

چوم لی جس نے خاکِ قدم آپ کی
وہ شہنشاہ بنا، تاج ور ہوگیا

میرے آقا ہوئے جب تبسم کُناں
کھِل اٹھے پھول وقتِ سحر ہوگیا

ان کی آنکھوں سے جب ایک آنسو گرا
عرشِ اعظم کا چہرہ بھی تر ہوگیا

ان کی نوری جبیں پر جو بل پڑ گئے
سارا عالم ہی زِیر و زبر ہوگیا

جب خضرؔ راستہ بھول جانے لگا
ذکر سرکار کا راہبر ہوگیا

تعظیم و توقیر

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم اے پی ایچ ڈی

ہم قرآن کریم نہیں دیکھتے، ہم قرآن حکیم نہیں پڑھتے سنی سنائی پر یقین کر لیتے ہیں. بہت بھولے ہیں ____ جب قرآن کریم میں ہر چیز کا روشن بیان ہے (۱) اور ہر بات کی تفصیل موجود ہے (۲) تو پھر قرآن کریم سے کیوں نہ پوچھا جائے ____ ادھر ادھر کیوں بھٹکتے رہیں؟ ____ ایک ایک کا منہ کیوں تکتے رہیں؟ ____ کوئی کچھ بتاتا ہے کوئی کچھ ____ دل الجھ کر رہ جاتا ہے دماغ پراگندہ ہو جاتا ہے ____ متاع عشق و محبت برباد ہونے لگتی ہے جب وہ برباد ہو گئی تو پھر کیا رہ گیا؟ ایک خاک کا ڈھیر ایک بے جان لاشہ ____ محبت کی باتیں اتنی مشکل نہیں جو سمجھ میں نہ آسکیں ____ دل والا ہو تو بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے ____ یہ باتیں دماغ سوزی سے سمجھ میں نہیں آتیں ع

ہے دانش برہانی حیرت کی فراوانی

○

کسی بھی شخصیت سے جب تک محبت نہ ہو اور اس کی عظمت کا نقش دل میں نہ بیٹھے اس کے حضور ادب کا جذبہ پیدا ہو ہی نہیں سکتا ____ اللہ تعالیٰ نے جب محبت کی بات کی تو اپنی اور اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا ایک ہی معیار رکھا (۳) دو معیار نہ رکھے تاکہ آپ کی قدر و منزلت کا بخوبی اندازہ ہو جائے ____ اپنی جان سے بڑھ کر آپ سے محبت کو ایمان کے لئے شرط اوّل قرار دیا (توبہ : ۱۲) اور اس محبت کو تعظیم کے لئے شرط اوّل قرار دیا ____ اور تعظیم کو ادب کے لئے شرط اوّل قرار دیا ____ فرشتوں کے دل میں حضرت آدم علیہ السلام کا نقش عظمت بیٹھا تو سب کے سب سجدہ ریز ہو گئے (۴) ____ برادران یوسف (علیہ السلام) کے دل میں جب

حضرت یوسف علیہ السلام کا نقش عظمت بیٹھا تو سب کے سب ان کے حضور سجدے میں گر پڑے (۵) ___ ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کو محض ایک بشر اور انسان سمجھا اس لئے تعظیم کے لئے تیار نہ ہوا ہمیشہ کے لئے مردود و ذلیل ہوا (۶) ___ محبت فکر و نظر میں انقلاب پیدا کر دیتی ہے یہ انقلاب پیدا نہ ہو تو انجام وہی ہوتا ہے جو ابلیس کا ہوا ہے ہمیں ہر آن اپنے فکر و نظر کی حفاظت کرنی چاہئے ___ کوئی مسلمان انبیاء علیہم السلام کو محض ایک انسان اور بشر نہیں سمجھ سکتا کیوں کہ یہ فکر و خیال ابلیس کا ہے۔ یہود و نصاریٰ اور کفار و مشرکین کا ہے جس کا بار بار قرآن کریم میں ذکر کیا گیا ہے (۷) ___ اللہ تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف ایک بار جو یہی بات کہلوائی (کہف : ۱۱۰) تو اس میں کفار و مشرکین کے خیال باطل کی تردید ہے کہ اگر ظاہری صورت میں تم کو بشر نظر آ رہا ہوں تو تم یہ نہیں دیکھتے کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے تم میں سے کس پر وحی نازل ہوئی ؟ تو پھر تم جیسا بشر کیسے ہوا؟

اللہ تعالیٰ نے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا نقش دلوں میں جمایا پھر آپ کی عظمت کا نقش دلوں میں بیٹھایا تاکہ جب ادب کی باتیں کی جائیں تو یہ باتیں دلوں میں بیٹھتی چلی جائیں ___ تعظیم و تکریم کے لئے فرمایا

(۱) میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو (۸)

(۲) اس رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو (۹)

(۳) تو وہ جو اس پر ایمان لائیں، اور اس کی تعظیم کریں (۱۰)

ایمان لانے کے بعد ہی تعظیم کا ذکر فرمایا پھر دل و جان سے مدد کرنے کا ذکر فرمایا پھر آپ کی اطاعت و پیروی کا ذکر فرمایا ___ اس کے بعد یہ خوشخبری سنائی کہ ایمان لانے والے، تعظیم کرنے والے، مدد کرنے والے، اطاعت و پیروی کرنے والے ہی تو بامراد ہیں (۱۱) ___ بیشک دونوں جہاں میں سرفرازی کا یہی طریقہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا جائے آپ کی دل و جان

سے تعظیم کی جائے اور اس تعظیم و ادب کو اپنے قول و عمل سے ظاہر کیا جائے ـــــ محبت کی خوشبو پھیلے بغیر نہیں رہتی ـــــ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کی شان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنی اطاعت کا ذکر فرمایا ہے وہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اطاعت کا بھی ذکر فرمایا ہے. جہاں اپنے حضور نافرمانی کا ذکر کیا ہے وہاں نبی کریم کے حضور بھی نافرمانیوں کا ذکر کیا ہے (۱۲) ـــــ اور یہ کہیں نہ فرمایا کہ جس نے اللہ کی اطاعت کی اس نے رسول کی اطاعت کی بلکہ یہ فرما کر آپ کی عظمت کو بڑھایا، "جس نے رسول کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی" (۱۳) ـــــ مقصود مطلوب آپ کی محبت و اطاعت ہے جس نے آپ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی اور جس نے آپ کی اطاعت کی اللہ کا محبوب بن گیا (۱۴) ـــــ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کے آثار اور نشانیوں کی تعظیم کا بھی حکم دیا ہے (۱۵) ـــــ کہ محبوبوں سے نسبت رکھنے والی چیزیں بھی محبوب ہوتی ہیں ـــــ یہی محبت کی فطرت ہے

○

کسی بھی شخصیت کا نقش عظمت دل میں بٹھانے کا ایک یہ بھی طریقہ ہے کہ اس کی آمد آمد کا ذکر کیا جائے اور اس کا نام نہ بتایا جائے ـــــ اللہ تعالیٰ نے ظہور قدسی سے لاکھوں، کروڑوں سال پہلے انبیاء علیہم السلام کو جمع کیا اور ان سے یہ عہد لیا کہ جب وہ آنے والا آئے تو سب اس پر ایمان لائیں اور دل و جان سے اس کی مدد کریں (۱۶) یہ معمولی واقعہ نہیں ایک عظیم واقعہ ہے ـــــ پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے تو دونوں ہاتھ پھیلائے اس آنے والے کے لئے دعا فرما رہے تھے (۱۷) ـــــ پھر ظہور قدسی سے تقریباً ۵۷۰ سال قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک عظیم اجتماع سے خطاب فرما رہے تھے اور اس آنے والے رسول کی خبر دے رہے ہیں، ہر امتی کو جس کا انتظار تھا اور جس کے وسیلے سے فتح و نصرت کے لئے دعائیں مانگی جاتی تھیں (بقرہ : ۸۹) ـــــ فرما رہے ہیں "میرے بعد ایک رسول آنے والا ہے جس کا نام احمد ہوگا" (۱۸) ـــــ یہ رفع ذکر کا وہ نظارہ ہے جو سارے عالم کو دکھایا گیا (۱۹) تاکہ آپ کی شان اور

دوبالا ہو جاتے ـــــ پھر جس کی آمد آمد کا ذکر کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء نے اپنی اپنی امتوں میں کیا اور دنیا میں ایک غلغلہ بپا ہوا اچانک اس پیکر نوری کی آمد کا اعلان فرمایا گیا (۲۰) ـــــ اور آپ کو ساری مخلوق میں افضل و برگزیدہ بنایا گیا (۲۱) ـــــ آپ کی عظمت و شان کے اظہار کے لئے آپ کے آباء کی قسم کھائی (۲۲) ـــــ آپ کی حیات مبارک کی قسم کھائی (۲۳) ـــــ آپ کے شہر مقدس مکہ معظمہ کی قسم کھائی (۲۴) ـــــ آپ کے اخلاق عالیہ کا ذکر فرمایا (۲۵) ـــــ آپ کی عادت کریمہ کا ذکر فرمایا (۲۶) ـــــ آپ کی علم و فضل کا ذکر فرمایا (۲۷) ـــــ آپکی رحمت عامہ کی شان یہ بتائی کہ سارے عالم کو گھیرے ہوتے ہے (۲۸) ـــــ تبلیغ وارشاد کی شان یہ بتائی کہ آپ کی ذات سارے عالم کے لئے کافی ہے (۲۹) ـــــ نبوت و رسالت کی شان یہ بتائی کہ اب قیامت تک صرف آپ ہی کا فیض جاری رہے گا کوئی نبی و رسول نہیں آئے گا (۳۰) اور قیامت کے دن عرش کے داہنی جانب صرف اور صرف آپ کی کرسی رکھی جائے گی (ترمذی شریف کتاب المناقب) یہ ساری باتیں اس لئے کہی گئیں تاکہ سننے والوں کے دلوں میں آپ کا نقش عظمت قائم ہو اور کوئی آپ کے ظاہر کو دیکھ کر اپنے جیسا انسان نہ سمجھ بیٹھے اور دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا ہو ـــــ جس طرح کفار و مشرکین اور یہود و نصاری نے سمجھا اور ذلیل و رسوا ہوئے (۳۱)

ـــــ قرآن کریم کا دامن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات کے موتیوں سے بھرا ہوا ہے دیکھنے کے لئے نظر چاہئے ـــــ آیئے کچھ اور نظارہ کریں ـــــ اللہ اکبر! اللہ تعالی خود ہر مسلماں کی رگ جاں سے قریب ہوا (۳۲) اور تاجدار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر مسلماں کی جاں سے قریب کیا (۳۳) ـــــ خود فرما رہے ہیں "کوئی مومن ایسا نہیں جس کے ساتھ میں دنیا و آخرت میں قریب نہیں" (۳۴) ـــــ آپ کی شان کیا بیان کی جائے ساری امت پر آپ کو گواہ بنایا گیا (۳۵)

ـــــ آپ کو وہ قرآن عطا فرمایا جس میں ہر چیز کا روشن بیان اور تفصیل موجود ہے (۳۶)

ـــــ آپ کو ہزار مہینوں سے افضل لیلتہ القدر عطا کی گئی (۳۷) ـــــ آپ کو "مقام محمود" کی بشارت سنائی گئی (۳۸) ـــــ آپ پر درود بھیج کر اس مسند عظمت پر بٹھایا گیا (۳۹) جس کی

بلندیوں کا ادراک انسان کے بس کی بات نہیں ____ آپ ہی کی رضا و خوشنودی کے لئے قبلہ کا رخ بدل دیا گیا (بقرہ: ۱۴۴) ____ بے شک ع

توجدھر ہے ادھر خدائی ہے۔

○

اللہ کو اپنے محبوبوں سے بڑی محبت ہے ____ ان سے تو محبت ہے ہی ان چیزوں سے بھی محبت ہے جن سے محبوبوں کو نسبت ہے ____ اس رمزِ محبت کو اچھی طرح سمجھ لیجیے ____ دل میں اتار لیجیے ____ لکڑی کا وہ صندوق جس میں حضرت موسٰی اور حضرت ہارون علیہما السلام کے تبرکات تھے قرآن حکیم نے اس کو "چین کا گھر" (۳۹) قرار دیا اور فرشتوں نے اسے اٹھایا (۴۰) ____ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے "نشانِ قدم کو بیت اللہ کے سامنے رکھوایا اور اپنی نشانی قرار دیا (۴۱) ____ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے "نشانِ راہ" کو اپنی نشانی قرار دیا اور اس کے گرد چکر لگانے کی اجازت دی گئی (۴۲) ____ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عالی نسبتوں کی وجہ سے دنیا کی ساری مساجد میں سے تین مسجدوں کا انتخاب فرمایا اور دور دراز کا سفر کر کے ان مسجدوں کی زیارت اور ان میں عبادت کی اجازت مرحمت فرمائی (۴۳) ____ اس اجازت میں کیا راز تھا؟ ____ وہی رازِ محبت جس کو عقل والے نہیں سمجھ ____ سکتے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد حرام میں سفر کر کے حاضری کی اس لئے اجازت دی کہ اس کو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام (۴۴) اور نہ معلوم کتنے ہزاروں لاکھوں انبیاء و صلحاء امت سے نسبت ہے اور سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں عبادت و ریاضت فرمائی ____ مسجد اقصٰی میں سفر کر کے حاضری کی اس لئے اجازت دی کہ حضرت موسٰی علیہ السلام کے خیمہ کی جگہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کی بنیاد رکھی پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو تعمیر کرایا (۴۵) ____ اور مسجد نبوی شریف میں سفر کر کے حاضری کی اس لئے اجازت دی کہ اس کی تعمیر میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حصہ لیا (۴۶) اس کو مرکز اسلام بنایا اسی کے متصل ہی قیام فرمایا ____ آج ازواج

بقیہ صفحہ آخر پر ملاحظہ فرمائیں

استفتار مع الجواب

حصرت علامہ مفتی خلیل الرحمٰن صاحب۔ قادری نقشبندی

دلہ زاک پشاور

علمائے دین حضرات سے گزارش ہے کہ فرض نماز ادا کرنے کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنا جائز ہے یا کہ نہ اور پڑھنے سے ثواب ملتا ہے یا کہ نہیں ایک عالم صاحب سے دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ آیۃ الکرسی کا پڑھنا کتابوں سے ثابت نہیں لہذا اسکا پڑھنا بیکار ہے۔

مہربانی فرما کر جواب تفصیل اور دلیل کیساتھ مع حوالہ کتب عنایت فرما کر مشکور فرماویں۔ بینوا و توجروا

حافظ نور اللہ موضع بیلہ نیکو خان دلہ زاک روڈ تحصیل و ضلع پشاور ۹۵۔۰۱۔۲۰

هو الموفق الصواب

الجواب

آیۃ الکرسی فرائض ادا کرنے کے بعد پڑھنا احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے اور پڑھنے والے کو ثواب کثیر ملتا ہے۔ عالم صاحب کا یہ کہنا کہ آیۃ الکرسی کا پڑھنا کتابوں سے ثابت نہیں تو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کتابوں سے کونسی کتابیں مراد ہیں۔ اسلامی شریعت کی کتابوں میں تو آیۃ الکرسی کا ثبوت موجود ہے جس سے انکار یا لاعلمی ظاہر کرنا جہالت کی واضح دلیل ہے۔

(فان الشمس شمس وان لم یراها الضریر)

واضح ہو کہ آیۃ الکرسی جب نازل ہوئی تو اس آیت مبارکہ کی تعظیم واجلال کے لئے اسکے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اسی ہزار فرشتے نازل کئے۔ آیۃ الکرسی کی عظمت، شرافت اور فضیلت کے حق میں ۹۵ احادیث وارد ہیں مگر ان میں عالم صاحب کو ایک بھی نظر نہ آئی مقام افسوس ہے۔

خزینۃ الاسرار میں ہے۔ واما قرئۃ آیۃ الکرسی وبر کل صلوٰۃ مکتوبۃ یستحب الامام

والمقتدی کماورد فیہما من الاحادیث الصحیحۃ الخ۔ خزینۃ الاسرار صفحہ ۱۳۰

ترجمہ:۔ آیۃ الکرسی کا پڑھنا بعد ادائے فرائض مستحب ہے امام اور مقتدی دونوں کے لئے بوجہ ورود احادیث کثیرہ

فضائل آیۃ الکرسی میں سے ایک یہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ان اعظم آیۃ فی القرآن آیۃ الکرسی من قرء ھا بعث اللہ ملکاً یکتب من حسناتہ ویمحو من سیاتہ الی الغد من تلک الساعۃ) تفسیر ابو السعود جلد ا صفحہ ۲۳۹

ترجمہ:۔ تحقیق سب سے بڑی آیت قرآن کریم میں آیۃ الکرسی ہے جو کوئی اسکو پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیج دیتا ہے وہ لکھتا ہے اس شخص کے لئے نیکیاں اور مٹاتا ہے۔ اس کی برائیاں اس وقت سے لیکر کل تک۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من قرء آیۃ الکرسی فی دبر کل صلوٰۃ مکتوبۃ لم یمنعہ من دخول الجنۃ الا الموت ولا یواظب علیہا الا صدیق اوعابد الخ تفسیر ابو السعود جلد ا صفحہ ۲۳۹

ترجمہ:۔ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس نے پڑھی آیۃ الکرسی بعد ادائے نماز فرض تو اس شخص کے لئے جنت میں داخل ہونے کے لئے سوائے موت کے کوئی چیز مانع نہیں۔

نزھۃ المجالس میں ہے۔

وقال النسفی لما نزلت آیۃ الکرسی منزل مع کل آیۃ منہا سبعون الف ملک ولعل اراد بالآیۃ الکلمۃ۔ وعن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من قرء آیۃ الکرسی دبر کل صلوٰۃ مکتوبۃ کان الذی یتولی قبض روحہ ذالجلال والاکرام بطولہ الخ نزھۃ المجالس جلد ا صفحہ ۳۴

ترجمہ:۔ امام نسفیؒ فرماتے ہیں جب آیۃ الکرسی نازل ہوئی تو ہر کلمہ کیساتھ ستر ہزار فرشتے نازل

ہوتے۔ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے روح کو اپنی قدرت کاملہ سے بغیر مداخلت ملک الموت کے قبض فرمائے گا۔

روح البیان میں ہے۔ من قرء آیتہ الکرسی فی دبر کل صلوٰۃ مکتوبتہ لم یمنعہ من دخول الجنتہ الا الموت ولا یواظب علیہا الا صدیق او عابد و من قرء ھا اذا اخذ مضجعہ آمنہ اللہ علی نفسہ وجارہ الخ

ترجمہ:۔ جس نے آیۃ الکرسی فرض نماز کے بعد پڑھی اسکو جنت میں داخل ہونے سے موت کے سوا کوئی چیز نہیں روک سکتی اور مواظبت کرے گا۔ اس پر صدیق یا عابد اور جو کوئی سونے کے وقت آیۃ الکرسی پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو ہر بلا سے محفوظ رکھے گا اور اسکے پڑوسی کو بھی الخ

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے شرح الصدور میں فرمایا ہے کہ اخرج النسائی وابن حبان فی صحیحہ وابن مردویہ والدار قطنی عن ابی امامتہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من قرء آیتہ الکرسی فی دبر کل صلوٰۃ مکتوبتہ لم یمنعہ من دخول الجنتہ الا ان یموت۔ شرح الصدور صفحہ ۱۳۱ للجلال الدین السیوطیؒ

ترجمہ:۔ نسائی ابن حبان ابن مردویہ اور دار قطنی نے روایت کی ہے ابی امامتہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم نے جس نے آیۃ الکرسی پڑھی فرض نماز ادا کرنے کے بعد۔ جنت میں داخل ہونے سے اسکو کوئی چیز نہیں منع کرتی سوائے موت کے۔

انتباہ۔

فضیلت آیۃ الکرسی پر جتنی احادیث مروی ہیں اور کتب مذہب میں اسکی جتنی فضیلت بیان کی گئی ہے اگر ان سب کو یکجا کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔ عمل کے لئے انشاء اللہ مذکورہ حوالے کافی ہیں اور کجرو کے لئے انبار کتب بے سود ہے۔

هذا ما عندی من الکتاب واللہ اعلم بالصواب

غزل

سید فضل الحسن
المعروف مولانا حسرت موہانی
رحمتہ اللہ علیہ

دل کو خیالِ یار نے مخمور کردیا
ساغر کو رنگِ بادہ نے پرنور کردیا

مانوس ہوچلا تھا تسلی سے حالِ دل
پھر تو نے یاد آکے بدستور کردیا

گستاخ دستیوں کا نہ تھا مجھ میں حوصلہ
لیکن ہجومِ شوق نے مجبور کردیا

کچھ ایسی ہوگئی ہے ترے غم کی مبتلا
گویا کسی نے جان کو مسحور کردیا

بیتابیوں سے چھپ نہ سکا ماجرائے دل
آخر حضورِ یار بھی مذکور کردیا

اہلِ نظر کو بھی نظر آیا نہ روئے یار
یاں تک حجابِ نور نے مستور کردیا

حسرت بہت ہے مرتبہ عاشقی بلند
تجھ کو تو مفت لوگوں نے مشہور کردیا

پیر طریقت فاضل اکمل جناب صاحبزادہ حافظ عبدالرحیمؒ

از پروفیسر صاحبزادہ لطیف الرحمٰن

آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی صاحبزادہ حافظ عبدالکریم اور دادا مرحوم و مغفور کا اسم شریف خان عبدالغفور خانؒ تھا صاحبزادہ حافظ غلام محمد المعروف بہ حافظ صاحب بدحائی کے چھوٹے بھائی تھے آپ تقریباً ۱۸۷۰ء بمطابق ۱۲۹۱ھ موضع خزانہ میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کی عمر سات آٹھ برس کی تھی کہ آپ کے والد بزرگوار صاحبزادہ حافظ عبدالکریم نے مسجد مہابت خان کی امامت و خطابت کی مسند سنبھال لی جب وہ محلہ خویشگی پشاور شہر کے مکان میں بمعہ اہل بیت منتقل ہوئے تو آپ انکے ساتھ رہے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی اور مزید علوم وفنون شہر کی جید علماء کرام سے حاصل کئے جو اپنے وقت کے عرفان الٰہی اور سلوک و تصوف میں کامل تھے جب آپ نے تمام دینی علوم پر عبور حاصل کیا تو عین اس وقت آپ کے والد بزرگوار موضع بدحائی میں سکونت اختیار کرچکے تھے جسکا مفصل ذکر پچھلے باب میں آچکا ہے۔

جب آپ کے والد صاحبؒ موضع بدحائی میں فوت ہوئے تو آپ دونوں بھائی رہ گئے جن کو اپنے آباؤ اجداد کی تبلیغی مشن کو بھی آگے بڑھانا تھا اور دیگر خاندانی امور پر بھی نظر رکھنا تھی۔ آپ کے بڑے بھائی صاحبزادہ حافظ غلام محمدؒ سید ویار کے ماذون تھے اور اس نے آپ کو ہندوستان میں جانے کی ہدایت فرمائی تھی جسکی روشنی میں وہ وہاں اپنے فرائض انجام دے رہے تھے۔ لیکن آپ ابھی بیعت نہیں کرچکے تھے۔

چنانچہ آپ اپنے برادر محترم کے مشورے پر مانکی شریف تشریف لے گئے اور آپ نے حضرت شیخ عبدالوہاب پیر طریقت مانکی شریف سے بیعت کی اور وہاں ان کی زیر سایہ رہے۔ آپ نے جملہ علوم متداولہ مدارج سلوک و تصوف کی تکمیل فرمائی تو پیر صاحب مانکی شریف نے آپ کو اپنے خاص خلفاء میں شامل کیا آپ انتہائی فصیح البیان اور خوش الحان تھے جسکی برکت سے آپ کو اپنے مرشد نے اپنا موذن بنایا جسکی وجہ سے آپ کا مقام منفرد رہا۔

آپ کو جب اپنے محسنِ اعظم پیر صاحب مانکی شریف نے ہر لحاظ سے مکمل پایا تو آپ کو ماذون بنا کر ملاکنڈ کی طرف سفر کی ہدایت فرمائی آپ نے مسنوں رفت سفر باندھ کر براستہ مردان ملاکنڈ ایجنسی کی طرف سفر اختیار کیا دو تین روز میں آپ درگی پہنچ گئے وہاں چند دیہات میں سے گزر کر آپ موضع سورن شریف پہنچ گئے اور وہاں ایک مسجد میں قیام فرمایا صبح کی اذان جب آپ نے دی تو گاؤں کے لوگ جوق در جوق مسجد میں پہنچنا شروع ہو گئے کیونکہ یہ وہی اذان تھی جو کبھی آپ مانکی شریف میں دیا کرتے تھے۔

نماز باجماعت پڑھکر لوگوں نے آپ سے ملاقات کی اور آپ کو مستقل ٹھہرنے کی درخواست کی۔ آپ وہاں وعظ و تلقین فرماتے رہے اور دین کی تبلیغ جو آپ کی خاندان کا نصب العین بن چکا تھا کرتے رہے۔ گاؤں کے لوگوں کے ساتھ یہ تشویش لاحق تھی کہ کسی نہ کسی دن آپ وہاں سے چلے جائنگے اسلئے وہاں کے لوگوں نے آپس میں متفقہ طور پر ایک فیصلہ کیا۔ کہ ان کو اپنی فرزندی میں لے کر مستقل کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ گاؤں کے ایک معزز اور دیندار آدمی نے آپ کو اپنی فرزندی میں لینے کی پیشکش کی آپ نے اپنے بزرگوں سے مشورہ کیا اور انکی اجازت سے یہ پیشکش قبول فرمائی اور سورن شریف میں شادی کی۔ شادی کے بعد آپ نے اپنے لئے علیحدہ گھر بنایا اور ایک عظیم الشان جامع مسجد کی بنیاد رکھی تبلیغ اسلام کا کام جاری رکھا اور وعظ و تلقین فرماتے رہے۔

سینکڑوں لوگ آپ کی پاس انا جانا شروع ہو گئے بے شمار لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ نے مسجد مکمل کروائی مہمانوں کیلئے لنگر کا انتظام کیا اور ہر وقت ذکر و فکر کی رونق جاری رہی اور سورن شریف کا پورا ماحول ہی نورانی بن گیا۔

آس پاس کے تیس چالیس دیہات کے لوگ علمی مسائل پوچھنے کیلئے آتے رہے اور ہر قسم کی علمی پیاس بجھاتے رہے۔ آپ صاحب کشف و کرامت تھے آپ کا طلعت منور دیکھ کر پریشان حال لوگوں کی تسکین ہو جاتی تھی مردان شہر کا ایک عقیدت مند جو اب بھی بقید حیات ہے اور جن کا اسم شریف حاجی عبد الطیف ہے۔ بہت بڑے عالم اور نیک آدمی ہیں تبلیغ دین کی خاطر مردان میں ایک بڑے دار العلوم

کے مہتمم ہیں فرماتے ہیں کہ تقریباً بیس پچیس سال قبل جبکہ باباصاحب حیات تھے انکی زیارت کیلئے وہ ایک دوسرے ساتھی کیساتھ درگئی سے پیدل روانہ ہوتے اور رات ہو گئی تقریباً دو میل کا راستہ ابھی باقی تھا کہ وہ راستہ بھول گئے پریشان وحیران کھڑے تھے کہ دور سے ایک آدمی روشنی ہاتھ میں لئے ہوئے نمودار ھوا۔

کہتے ہیں کہ وہ خوش ھوئے کہ چلو اس آدمی سے پوچھ لینگے وہ آتے ان کے قریب پہنچا انہوں نے اس سے پوچھا تو وہ جواباً کہنے لگا کہ اسکو باباصاحب نے بھیجا ہے کہ جاو ایک دو مہمان آرہے ہیں اور راستہ بھول گئے ہیں کہتے ہیں کہ وہ حیران رہ گئے کہ اس تاریکی میں دو میل سے باباصاحب نے ان کو کیسے دیکھا لیکن اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو باخبر رکھتا ہے ان کیلئے تاریکی اور فاصلے کوئی معنی نہیں رکھتا۔

آپ کی دعاؤں سے ہزاروں لوگ فیض یاب ہوتے رہے اور پورے علاقے میں جس میں مردان، تحت بھائی، شیر گڑھ، لوند خوڑ، کاٹلنگ، ہری چند، بٹ خیلہ اور بہت مقامات میں آپ کے مرید رہتے ہیں۔ ہر رمضان شریف میں باقاعدہ ختم قرآن پاک ہوتا رہا۔ رات دن مریدوں اور مہمانوں کی آمد ورفت جاری رہتی تھی۔ ایک عجیب روح پرور کیفیت ہوتی تھی۔ آپ کے کافی خلیفہ اور ماذون اپنے اپنے علاقے میں دینی خدمات انجام دیتے ہیں۔

باباصاحب کمزور ہوئے تو آپ نے اپنی زندگی میں اپنے بڑے فرزند صاحبزادہ عبدالحلیم کو مسند خلافت پر بھٹایا جو عالم باعمل تھے پرہیزگار اور صاحب استقلال تے باباصاحب بیمار ہوتے اور مختصر علالت کے بعد داعی اجل کو لبیک کہا آپ اپنی مسجد ہی میں دفن ہوتے ہیں۔

آپ کا مزار شریف آج بھی خاص وعام کیلئے مرجع خلائق ہے آپ کی وفات کے بعد حسب معمول سلسلہ چلتا رہا صاحبزادہ عبدالحلیم رح کی خدمت میں لوگ جوق در جوق آتے رہے اور فیض یاب ہو کر واپس جاتے ایک دفعہ آپ کا ایک مرید جسکا نام عبدالغنی تھا اور کراچی کا باشندہ تھا جسکا دماغی توازن بھی قدرے خراب تھا لیکن آپ کی دعاوں سے اور روحانی علاج سے گذارا کر تارہا وہ موضع سورن شریف آیا ہوا تھا اور وہاں کسی دوسرے مہمان کی بندوق سے کھیلتا رہا کہ اس سے گولی چلی اور وہ آپ کو لگ گئی

موجود لوگوں نے آپ کو چار پائی پر ڈال کر درگی ہسپتال جانے کی تیاری کی اور آپ کو پچار ہے تھے تمام راستے پر آپ ذکر الٰہی میں مشغول رہے اور ساتھ ساتھ یہ وصیت فرما رہے تھے کہ عبدالغنی کو کچھ نہ کہا جائے اسکو میں نے معاف کیا ہے۔

یہ ہے اللہ تعالے کے دوستوں کا مقام آپ اپنے والد بزرگوار پیر طریقت صاحبزادہ حافظ عبدالرحیم کے پہلو میں مدفون ہیں آپ کے پانچ صاحبزادے ہیں صاحبزادہ عبدالعظیم صاحبزادہ حبیب خان صاحب صاحبزادہ عبدالخالق صاحبزادہ عبدالرازق صاحب اور صاحبزادہ عبدالحمید صاحب آپ سب عالم اور نیک ہیں اپنے آباؤ واجداد کے نقش قدم پر گامزن ہیں۔ اپنے استانے کی خدمت میں دن رات لگے رہتے ہیں۔

جب صاحبزادہ عبدالحلیم فوت ہوئے تو اسکے چھوٹے بھائی صاحبزادہ عبدالحکیم خلیفہ ہوئے آپ نے بہت کم عرصہ گذارا تھا کہ وفات پائی آپ کے بھی پانچ صاحبزادے ہیں۔

صاحبزادہ عبدالرحمان صاحب صاحبزادہ عبدالحنان صاحب صاحبزادہ احمد صاحب صاحبزادہ عبدالودود اور صاحبزادہ عبدالواحد صاحب یہ سب کے سب عالم اور پرہیزگار ہیں اور دینی خدمات ادا کر رہے ہیں بابا صاحب کے تیسرے صاحبزادے عبدالسلام صاحب ان سے قبل وفات ہوئے تھے آپ کے دو صاحبزادے صاحبزادہ عبدالسمیع اور صاحبزادہ فہیم جو نہایت نیک اور پرہیزگار ہیں اور ابھی زیر تعلیم ہیں آجکل آپ کے دو صاحبزادے زندہ ہیں جن میں بڑے صاحبزادہ شیرین صاحب مسند خلافت پر متمکن ہیں اور چھوٹے صاحبزادہ سید محمود صاحب ابو ظبی میں ہیں۔

صاحبزادہ شیرین صاحب نے ابتدائی علوم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کئے تھے قران پاک حفظ کیا اور علوم متداولہ میں تکمیل کرتے ہوئے اپنے والد بزرگوار سے بیعت ہوئے تھے آپ قائم اللیل ہیں نہایت نیک اور صاحب صدق وصفا ہیں اسکے علاوہ آپ نہایت خوشگوار شخصیت کے مالک ہیں اور بہت منکسر المزاج ہیں سلسلہ قادریہ میں آپ خاصیان اللہ والرسول میں شامل ہیں۔

آپ نے اپنا آستانہ عالیہ اسی طرح آباد رکھا ہوا ہے دور دراز کے مرید اور مہمان آتے رہتے ہیں اور آپ سے فیض یاب ہو کر لوٹ جاتے ہیں آپ کے برکت سے سورن شریف میں دینی تحریکات سی لوگ منوز

ہوتے رہتے ہیں ذکر وفکر کی رونقیں لگی ہوئی ہیں آپ کے چار صاحبزادے ہیں۔
جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں صاحبزادہ عبد اللہ صاحب صاحبزادہ حمد اللہ صاحب صاحبزادہ اسحاق صاحب اور صاحبزادہ عبداللطیف صاحب آپ ہیں سلسلہ قادریہ کے نو آموز طالب علم ہیں اور اپنے آباواجداد کے نقش قدم پر گامزن ہیں۔
انکے علاوہ اس پاک خاندان کے چند صاحبزادے جو بابا صاحب کے نواسوں میں شمار ہوتے ہیں علم و تقوی کے لحاظ سے اعلے مقام کے حامل ہیں ابھی زیر تلمذ ہیں اور دینی علوم کی تحصیل میں منہمک ہیں۔
ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں صاحبزادہ محبوب علی صاحب ایڈوکیٹ صاحبزادہ عرب سلطان صاحب صاحبزادہ مراد علی صاحب صاحبزادہ امین صاحب صاحبزادہ قدیم صاحب صاحبزادہ وکیل صاحب صاحبزادہ امجد صاحب صاحبزادہ ناصر صاحب اور صاحبزادہ عبدالصمد صاحب یہ سب اخلاق و تقوی میں پیش پیش ہیں تبلیغ دی اور اپنے آباو واجداو کے مقرر کردہ ہدایت پر اللہ تعالے اور رسول مقبول کے صراط المستقیم کی طرف لوگوں کو بلاتے رہتے ہیں انکے علاوہ بابا صاحب کے سبب سے چھوٹے صاحبزادے کے چھ صاحبزادے ہیں جن کے اسمائے گرامی صاحبزادہ سید احمد صاحب صاحبزادہ نور محمد صاحب صاحبزادہ سلیمان صاحب صاحبزادہ خلیل الرحمان صاحبزادہ سلطان محمود صاحب اور صاحبزادہ داود صاحب ہیں یہ تمام پرہیزگار اور اخلاق حسنہ کے مالک ہیں۔
تمام بڑے چھوٹے موجودہ سجادہ نشین صاحبزادہ شیرین صاحب کے زیر سایہ ان کی ہدایات پر دین ومذہب کی خدمات کر رہے ہیں۔

حضرت امیر خسرو علیہ الرحمتہ کے کلام کا اردو منظوم ترجمہ

از سردار علی احمد خان

تو ہے میر شکر فروشاں
توبہ توڑیں اصلاح کوشاں

تُو وہ ساقی کہ تجھ سے ہردم
خوشابہ پیتے ہیں بادہ نوشاں

وہ میکدہ غم ترا کہ ظاہر
ہے رُخ معرفت فروشاں

وہ مجستجوئے حق کی رفعت
ہے پست خیال تیز ہوشاں

ہیں خرقہ چاک پہ "تیرے" ہے، غم سے
سب صومعہ نشیں، کبود پوشاں

ظاہر ہو، مثلِ گُل، کبھی تو
ہیں یاد میں نیکواں فروشاں

بیدار ہوتی نہ بُلبلِ مست
ہیں گرچہ بلبلیں فروشاں

تیرا ہی سخن بہر ولایت
خسرو • بولایت خموشاں

ایتائے زکوٰۃ

طاہرہ جبین (بی اے

جناح کالج برائے خواتین پشاور

نماز کے بعد جس کا اصل تعلق خالق و مخلوق کے باہمی سلسلہ اور رابطہ سے ہے اور جس کا ایک بڑا فائدہ نظام جماعت کا قیام ہے وہ اسلامی عبادت کا دوسرا رکن زکوٰۃ ہے جو آپس میں انسانوں کے درمیان ہمدردی اور باہم ایک دوسرے کی امداد و معاونت کا نام ہے اور جس کا اہم فائدہ نظام جماعت کے قیام کے لئے مالی سرمایہ بہم پہنچانا ہے زکوٰۃ کا دوسرا نام صدقہ ہے جس کا اطلاق تعمیم کے ساتھ ہر مالی و جسمانی امداد اور نیکی پر بھی ہوتا ہے۔

اسلام کی تعلیم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحیفہ۔وحی میں نماز کے ساتھ ساتھ جو فریضہ سب سے اہم نظر آتا ہے وہ زکوٰۃ ہے۔ نماز حقوق الٰہی میں سے ہے اور زکوٰۃ حقوق العباد میں سے ان دونوں فرائض کا باہم لازم و ملزوم اور مربوط ہونا اس حقیقت کو منکشف کرتا ہے کہ اسلام میں حقوق اللہ کے ساتھ حقوق عباد کا بھی یکساں لحاظ رکھا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ۲۰ مقامات پر "اقام الصلوٰۃ" کے بعد ہی "ایتاء الزکوٰۃ" آیا ہے۔

نماز اور زکوٰۃ کے باہمی ارتباط کی ایک اور وجہ بھی ہے اسلام کی تنظیمی زندگی صرف دو بنیادوں پر قائم ہے جن میں سے ایک روحانی اور دوسری مادی ہے اسلام کا نظام روحانی نماز باجماعت سے جو کسی مسجد میں ادا ہو قائم ہوتا ہے اور نظام مادی زکوٰۃ سے جو کسی بیت المال میں جمع ہو کر تقسیم ہو، مرتب ہوتا ہے اس لئے یہ دونوں چیزیں اسلام میں ساتھ ساتھ نظر آتی ہیں اور ان کی انفرادی حیثیت کے ساتھ ان کی اجتماعی حیثیت پر بھی شریعت محمدی نے خاص زور دیا ہے۔

دولتمندی اور تمول کا مسئلہ ہمیشہ سے دنیا کے مذاہب میں ایک معرکتہ الآرا بحث کی حیثیت سے چلا آرہا تھا۔یہودیت کی طرح بعض ایسے مذاہب ہیں جس میں نہ تو دولتمندی کی کوئی تحقیر کی گئی اور نہ مفلسی و غربت کو سراہا گیا ہے بلکہ گویا اس بحث کو نامکمل چھوڑ دیا گیا ہے لیکن عیسائیت اور بدھ مت دو ایسے

مذاہب ہیں جن میں دولت کی پوری تحقیر کی گئی ہے۔ عیسائیت کی نظر میں دولت مندی اور تمول نجات کی راہ کا کانٹا ہے بلکہ کوئی انسان اس وقت تک نجات نہیں پا سکتا جب تک وہ سب کچھ جو اس کے پاس ہے خدا کی راہ میں لٹا نہ دے۔ انجیل میں ہے کہ ایک نیک دولت مند نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے نجات کا طریقہ دریافت کیا تھا جواب میں فرمایا۔

اگر تو کامل ہوا چاہتا ہے تو جا کے سب کچھ جو تیرا ہے بیچ ڈال، اور محتاجوں کو دے کہ تجھے آسمان پر خزانہ ملے گا۔ تب آ کے میرے پیچھے ہو لے" وہ دولتمند یہ سن کر غمگین ہو کر چلا گیا تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ دولت مند کا آسمان کی بادشاہت میں داخل ہونا مشکل ہے۔ بلکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اونٹ کا سوئی کے ناکہ سے گذر جانا اس سے آسان ہے کہ دولت مند خدا کی بادشاہت میں داخل ہو۔ لیکن جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے راہ اعتدال کی طرف رہنمائی فرمائی کہ اصل یہ ہے کہ اگر دولت ایسی بری چیز ہے تو اس برائی کو دوسروں کی طرف منتقل کر دینا ان کی خیر خواہی نہ ہوتی دشمنی ہوتی۔ اور اگر غربت کوئی برائی کی چیز ہے تو سب کچھ دوسروں کو دے کر خود اسی حال میں بن جانا کہاں کی دانش مندی اور صلاح ہے اس لئے یہ طریقہ ہر شخص کے لئے یکساں مفید نہیں۔ نہ دولت فرشتہ کو شیطان اور نہ غربت شیطان کو فرشتہ بناتی ہے۔

جس طرح دولت مندی دنیا میں ہزاروں سیہ کاریوں کی محرک ہے اسی طرح غربت بھی دنیا کے ہزاروں جرائم کا باعث ہے اور ان دونوں خرابیوں سے انسانوں کو بچانا ایک نبوت عظمیٰ کا فرض تھا۔ دولت بہ حیثیت دولت اور غربت بہ حیثیت غربت۔ نیک و بد اور خیر و شر دونوں صفتوں سے پاک ہے بلکہ نیکی کرنے کی عام صلاحیت اور اہلیت کے لحاظ سے دیکھا جائے تو ایک نیک دولتمند ایک نیک غریب سے بدرجہا نیکی کے مواقع زیادہ رکھتا ہے اسی لئے دولت اسلام کی نگاہ میں خدا کی ایک نعمت ہے لعنت نہیں۔

زکوٰۃ کا اصل اور مرکزی مقصد وہی ہے جو خود فقط زکوٰۃ کے اندر ہے۔ زکوٰۃ کے لفظی معنی پاکی اور

صفائی کے ہیں یعنی گناہ اور دوسری روحانی، قلبی اور اخلاقی برائیوں سے پاک وصاف ہونا۔

اپنے محبوب مال میں سے کچھ نہ کچھ خدا کی راہ میں دیتے رہنے سے انسانی نفس کے آئینے کا سب سے بڑا زنگ جس کا نام محبت مال ہے دل سے دور ہو جاتا ہے بخل کی بیماری کا اس سے علاج ہو جاتا ہے۔ مال کی حرص بھی کم ہو جاتی ہے۔ دوسروں کے ساتھ ہمدردی کرنے کا جذبہ ابھرتا ہے شخصی خود غرضی کی بجائے انسان جماعتی اغراض کے لئے اپنے او پر ایثار کرنا سیکھتا ہے اور یہی وہ دیواریں ہیں جن پر تہذیب نفس اور حسن خلق کی عمارت قائم اور جماعتی زندگی کا نظام مبنی ہے۔

زکوٰۃ اور صدقات کے مصارف کا بڑا حصہ غریبوں اور حاجت مندوں کی امداد ہے۔ انسانیت کا یہ وہ طبقہ ہے جس کے ساتھ تمام مذہبوں نے ہمدردی کی ہے اور اس کی تسلی و تسکین کے لئے دوسری دنیا کی توقع اور امید کے بڑے بڑے خوش آئندہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اس کی زندگی کی یہ تلخی محض اہل مذاہب کی شیریں کلامی سے دور نہیں ہو سکتی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا کے پہلے اور وہی پچھلے پیغمبر ہیں جنہوں نے اس طبقہ کے ساتھ اپنی عملی ہمدردی کا ثبوت دیا اور اس کی تکلیفوں اور مصیبتوں کو کم کرنے کے لئے عملی تدبیر جاری اور نافذ فرمائی خود اپنی زندگی غریبوں اور مسکینوں کی صورت میں بسر کی اور دعا فرمائی کہ خداوند مجھے مسکین زندہ رکھ، مسکین اٹھا اور مسکینوں ہی کے زمرہ میں میرا حشر کر

قارون کو جب زکوٰۃ کا حکم ہوا تو اس نے جواب میں کہا
کہ مجھے تو یہ سب ایک ہنر سے ملا ہے جو میرے پاس ہے۔

چنانچہ ہر زمانے کے قارونوں کا اپنی دولت کے متعلق یہی تصور اور اعتقاد ہوتا ہے۔ یونان کے آخری دور میں یہی صورت پیدا ہوئی ایران کے انتہائی زمانہ میں یہی مشکل نمودار ہوئی۔ یورپ کی موجودی فضائیں یہی آب و ہوا اقتصادی مشکلات کے ابر و باد کا طوفان اور سیلاب پیدا کر رہی ہے مزدور و سرمایہ دار کی جنگ پورے زور پر قائم ہے اور سوشلزم کمیونزم، اور انارکزم کے طوفان جگہ جگہ اٹھ رہے ہیں لیکن دنیا میں مساوات اور برابری پیدا کرنے کے لئے یہ دنیا کے نئے خاکے تیار کرنے والے جو نقشے بنا رہے

ہیں وہ انسانی فطرت و طبیعت کے اس درجہ مخالف ہیں کہ ان کی دائمی کامیابی حد درجہ مشکوک ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تعلیم نے دنیا کی اس مشکل کا اندازہ کرلیا تھا اور اسی کے لئے یہ اصول مقرر کردیا کہ ذاتی و شخصی ملکیت کے جواز کے ساتھ اس کی انسانی فطرت متقاضی ہے کہ دولت و سرمایہ کو چند اشخاص کے ہاتھوں میں جانے سے روکا جائے۔ سود کو حرام قرار دیا۔ متروکہ جائداد صرف ایک ہی شخص کی ملکیت قرار نہیں دیا، نفع عام کی چیزیں اشخاص کی بجائے جماعت کی ملک قرار دادیں، مطلقیت اور شہنشاہیت کے بجائے جماعت کی حکومت قائم کی۔ انسانی فطرت کے خلاف نہ نہیں کیا کہ سرمایہ کو لیکر تمام انسانوں میں برابر تقسیم دیا جائے تاکہ دنیا میں کوئی بھوکا پیاسا نہ رہے بلکہ یہ کہ ہر سرمایہ دار پر جس کے پاس سال کے مصارف کے بعد مقررہ رقم باقی بچ جائے اس کے غریب بھائیوں کی امداد کے لئے ایک سالانہ رقم قانونی طور سے مقرر کردی تاکہ وہ اس کے ادا کرنے پر مجبور ہو اور جماعت کے غرض قرار دیا کہ وہ اس رقم سے قابل اعانت لوگوں کی دستگیری کرے، یہی وہ راز ہے جس کی بناء پر اسلام کے تمدن کا دور اس قسم کی اقتصادی مصیبتوں سے محفوظ رہا اور آج بھی اگر اسلامی ممالک میں اس پر عمل درآمد ہو تو یہ فتنے زمین کے اٹھے تے جتنے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی روحانی حکومت ہے پیدا نہیں ہوسکتے۔

تفسیر القرآن الحسنیہ

مدیر اعلی

اتامرون الناس بالبر	کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہو اور اپنے آپ
وتنسون انفسکم وانتم	کو بھولے ہوتے ہو حالانکہ تم کتاب (الٰہی) پڑھتے
تتلون الکتب افلا تعقلون ○	ہو آیا پس تم عقل سے کام نہیں لیتے۔

لغت:۔ا۔ ہمزہ استفہامیہ ہے اس کے معنیٰ ہیں کیا، آیا۔ یہ اظہار حیرت اور ملامت کے معنوں میں بھی آتا ہے (۱) ___ تامرون:۔ تم حکم دیتے ہو، تم حکم کرتے ہو یہ جمع مذکر حاضر مضارع کا صیغہ ہے اس کا مصدر امر ہے۔ یعنی حکم کرنا، امر کرنا ___ تنسون:۔ تم بھولتے ہو، تم بھول جاتے ہو، تم بھلا دیتے ہو، تم بھولوگے، تم بھول جاؤگے (۲) جمع مذکر حاضر مضارع کا صیغہ ہے اس کا مصدر نسی و نسیان ہے یعنی بھول جانا ___ تتلون:۔ تم تلاوت کرتے ہو، تم پڑھتے ہو، جمع مذکر حاضر مضارع کا صیغہ ہے۔ اس کا مصدر تلاوۃ ہے یعنی پڑھنا ___ الکتب:۔ چونکہ بنی اسرائیل مخاطب ہیں اس لئے یہاں اس سے مراد تورات ہے۔ البر:۔ نیکی اور یہ اپنے اطلاق میں عام ہے یعنی ہر قسم کی نیکی پر یہ بولا جاتا ہے (۳)۔ افلا:۔ آیا، پس نہیں۔ تعقلون:۔ تم عقل رکھتے ہو، تم سمجھتے ہو، یہ جمع مذکر حاضر مضارع کا صیغہ ہے، امام راغب لکھتے ہیں کہ عقل اس قوت کو کہتے ہیں جو قبول علم کے لئے تیار رہتی ہے اور وہ علم جو اس قوت کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے۔ اسے بھی عقل کہتے ہیں چنانچہ امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں۔

العقل عقلان۔ مطبوع و مسموع

(عقل کی دو قسمیں ہیں عقل طبعی جو طبیعت میں ودیعت کی گئی ہے اور عقل سمعی جو لوگوں کی باتیں سن کر

حاصل ہوتی ہے)۔

ولا ینفع مسموع۔ اذالم یک مطبوع

(اگر کوئی شخص فطرتاً عقل سے کورا ہو تو سن کر حاصل کی ہوئی عقل اسے کچھ فائدہ نہیں بخشتی)

کمالا ینفع الضوء الشمس۔ وضوء العین ممنوع (۴)

(جیسا کہ سورج کی روشنی اندھے کے لئے بے فائدہ ہوتی ہے)

تفسیر:۔ اس آیہ کریمہ میں حسب سابق بنی اسرائیل کو ان کی اس فاش غلطی پر تنبیہ فرمائی کہ تم علم و فضل کا جامہ پہن کر دنیا کے یہودیت کو نیکی کا درس دیتے ہو لیکن خود اسے قبول نہیں کرتے، کیا تمہاری عقلوں پر پردے پڑے ہوتے ہیں کہ تم پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس اپنی کتاب تورات میں بار بار پڑھتے ہو لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے۔ تم دوسروں کو تو دوزخ سے بچانے کا دعویٰ کرتے ہو لیکن خود اپنے آپ کو جہنم کا ایندھن بنانے پر تلے ہوتے ہو کیا اتنی سی بات بھی تمہاری سمجھ میں نہیں آتی۔

مفسر قرآن محی السنہ امام محمد حسین الفراء البغوی نے اس آیہ مبارکہ کا شان نزول یوں بیان فرمایا ہے۔

"نزلت فی علماء الیھود وذلک ان الرجل منھم کان یقول لقریبہ و حلیفہ من المؤمنین اذاسالہ عن امر محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اثبت علی دینہ فان امرہ حق و قولہ صدق وقیل ھو خطاب لاحبارھم حیث امروا اتباعھم بالتمسک بالتوراۃ ثم خالفوا وغیر وانعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم" (۵)

(یہ آیت کریمہ علماء یہود کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہ کہ ان یہودیوں میں سے جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ایمان لاکر مسلمانوں کے ساتھی بن چکے تھے وہ اپنے یہودی عزیز و اقارب سے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ان کی رائے پوچھا کرتے تھے تو وہ انہیں کہتے کہ تم اس دین پر مضبوطی سے جمے رہو کیونکہ جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں وہ بالکل سچ ہے بعض مفسرین نے یہ بھی کہا ہے کہ اس میں علمائے یہود کو مخاطب کیا گیا ہے جو لوگوں کو تورات پر عمل

کرنے کی نصیحت کرتے تھے لیکن خود اس کے خلاف کرتے اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں تغیر کردیتے تھے)

حصرت علامہ خازن رحمتہ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کے ضمن میں امام بغوی رحمتہ اللہ علیہ کا مذکورہ بالا شان نزول بیان کرنے کے بعد مزید لکھتے ہیں۔

"وقیل ان جماعتہ من الیھود قالوا المشرکین العرب ان رسولا سیظھر منکم ویدعوکم الی الحق وکانوا یرغبونھم فی اتباعہ فلما بعث اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حسدوہ وکفروابہ فبکتھم اللہ وغخھم بذالک حیث انھم کانوا یامرون الناس باتباعہ قبل ظھورہ فلما ظھر ترکوہ واعرضوا عنہ"" (۶)

(اور مفسرین فرماتے ہیں کہ علماء یہود کے ایک گروہ نے مشرکین عرب سے کہا کہ عن قریب تم میں سے ایک رسول مبعوث ہو گا اور تمہیں حق کی طرف آنے کی دعوت دے گا اور وہ کہتے تھے کہ ہم اس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرنے کی نہایت رغبت رکھتے ہیں پس جس وقت کہ جناب نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مبعوث ہوتے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ حسد کرتے ہوئے انکار کردیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ نے ان کے اس افسوس ناک اور حیرت انگیز رویے پر انہیں ملامت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تم تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل لوگوں کو ان کی اتباع کا حکم دیتے تھے لیکن جب وہ پیارے محبوب صلی اللہ علی وآلہ وسلم تشریف لے آئے تو تم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منہ موڑلیا۔

مفسر قرآن علامہ نظام الدین نیشاپوری المتوفی (۷۲۸ھ) اس آیئہ کریمہ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔

"وقال جریج تامرون الناس بالصلوٰۃ والزکوٰۃ وتترکونھما" (۷)

(اور جریج نے فرمایا کہ علماء یہود لوگوں کو نماز کے قیام اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیتے تھے لیکن خود ان دونوں کے تارک تھے یعنی نہ نماز پڑھتے تھے اور نہ ہی زکوٰۃ ادا کرتے تھے)

علامہ زمحشری نے اس آیت کے ضمن میں لکھا ہے کہ

"یعنی تتلون التوراۃ وفیہا نعت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" (۸)

(یعنی وہ علماء بنی اسرائیل تورات کی تلاوت کرتے تھے جس میں پیغمبر اسلام جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمد و نعت موجود تھی)

حضرت علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"وقد نزلت ھذہ الآیۃ علی ما روی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی احبار المدینۃ کانوا یامرون سرا من نصحوہ باتباع محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا یتبعونہ" (۹)

(اور تحقیق یہ آیت علمائے یہود کے متعلق نازل ہوئی ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اپنے ضمیر و دیانت کے لحاظ سے تو لوگوں کو رسول کریم جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت کی نصیحت کرتے تھے لیکن خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت نہیں کرتے تھے)

الغرض ارشاد ربانی اور مقتدر علمائے کرام کی تفاسیر سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ یہودی علماء کے قول و فعل میں تضاد پایا جاتا تھا نیز وہ اپنی کتاب تورات میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمد و نعت سے صرف نظر کرتے تھے چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے اس فعل کو انتہائی ناپسندیدہ قرار دیا۔ اس میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علماء کے لئے بھی عبر و موعظت کا درس موجود ہے کیونکہ ہر دور میں امت مرحومہ میں بھی ایسے یہودی صفت علماء پیدا ہوتے رہے ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان کا دعویٰ رکھنے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توصیف و تعریف بیان نہیں کرتے بلکہ قرآن حکیم کی وہ آیات مقدسہ اور احادیث مبارکہ جو پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و رفعت پر شاہد ہیں یہ لوگ یہودی اور عیسائی علماء کی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنے خبث باطن، حب جاہ اور حرص اقتدار و دنیاوی منفعت کے حصول کے لے ان کی دور از کار تاویلات کرکے معنی میں تحریف کرکے سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس کو کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاکہ ان کے یہود و ہنود، فرنگی اور منافق آقایان نعمت راضی رہیں۔ حالانکہ اللہ تبارک

و تعالیٰ جل جلالہ کو یہ روش سخت ناپسند ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طفیل مسلمانوں کو ان عقائد باطلہ سے محفوظ رکھے تاکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تعریف اور توصیف اور اطاعت و محبت کو دل و جان سے اپناتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اور محبوب لوگوں کی فہرست میں شامل ہو سکیں۔ آمین

۱۔ مولانا عبدالماجد دریابادی، تفسیر ماجدی، تاج کمپنی لاہور ج ۱ ص ۲۰

۲۔ مولانا عبدالماجد دریابادی، ندوۃ المصنفین دہلی ۱۹۴۵۔ ج ۲ ص ۱۹۶

۳۔ ایضاً تفسیر ماجدی ج ۱ ص ۲۰

۴۔ امام راغب اصفہانی، مفردات القرآن مکتبہ قاسمیہ لاہور ص ۶۳۲

۵۔ امام محمد حسین بغوی، تفسیر معالم التنزیل مطبعہ تقدم علمیہ مصر ۱۳۳۱ھ ج ۱ ۳۶

۶۔ امام خازن، معانی التنزیل مطبعہ تقدم علمیہ ۱۳۳۱ھ ج ۱ ص ۴۶

۷۔ مولانا نظام الدین نیشاپوری، غرائب القرآن ورغائب القرآن ۱۹۶۲۔ ج ۱ ص ۲۹۹

۸۔ زمخشری، کشاف عن حقائق التنزیل، دار المصرفتہ بیروت ج ۱ ص ۲۷۷

۹۔ علامہ آلوسی، تفسیر روح المعانی، ج ۱ ص ۲۲۷

انوار علی کرم اللہ وجہہ الکریم

مدیر اعلیٰ

حدیث ۵۰ / ۶۰- اخبرنی صفوان (۱) ابن محمد بن عمرو قال حدثنا احمد (۲) بن خالد قال حدثنا عبدالعزیز (۳) بن ابی سلمتہ الماجشون عن محمد (۴) بن المنکدر قال سعید (۵) بن المسیب اخبرنی ابراھیم (۶) بن سعد (۷) انہ سمع اباہ سعدا وھو یقول قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعلی اما ترضی ان تکون منی بمنزلتہ ھارون من موسی الا انہ لا نبوۃ قال سعید فلم ارض حتی اتیت سعدا فقلت شیء حدث بہ ابنک قال وما ھو انتھونی فقلت اخبرنا علی ھذا فقال ماھو یا ابن اخی فقلت ھل سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی کذا و کذا قال نعم واشار الی اذنیہ الا فسکتا لقد سمعتہ یقول کذالک

ترجمہ سعد سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی المرتضیٰ کو فرمایا کیا تو راضی نہیں کہ تیرا رتبہ میرے نزدیک ایسا ہو جیسے ہارون علیہ السلام کا رتبہ موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا مگر اتنا فرق ہے کہ میرے بعد کسی قسم کی کوئی نبوت نہیں ہے سعید بن المسیب نے کہا۔ کہ میں راضی نہ ہوا یہاں تک کہ میں سعد کے پاس آیا تو میں نے انہیں کہا کہ آپ کے بیٹے نے مجھے ایک حدیث سنائی ہے کہا کہ وہ کیا ہے مجھے جھڑکا پس میں نے کہا کہ مجھے اس کی خبر دے تو انہوں نے کہا کہ اے بھتیجے

وہ کیا ہے پس میں نے کہا کہ کیا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق ایسا ایسا ارشاد فرماتے تھے۔ سعد نے کہا ہاں اور اپنے دونوں کانوں کی طرف اشارہ کیا کہ اگر ایسا نہ ہو تو یہ دونوں کان خاموش ہو جائیں یقیناً میں نے اسے حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے وہ اسی طرح ارشاد فرماتے تھے۔

تشریح ارشاد ہے "سعید بن المسیب نے کہا کہ میں راضی نہ ہوا"۔ یعنی میں مطمئن نہ ہوا میری تسلی نہ ہوئی کہ آیا یہ بات اسی طرح ہے جس طرح کہ ابن سعد نے بیان کی ہے، ارشاد ہے۔ "تو انہوں نے کہا کہ

اے بھتیجے وہ کیا ہے"۔ یعنی وہ فضیلت جو اس نے تجھ سے بیان کی ہے، وہ کیا ہے؟ ارشاد ہے کہ پس میں نے کہا کہ کیا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے متعلق ایسا ایسا ارشاد فرماتے تھے۔ یعنی وہ پوری حدیث جو ابن سعد سے سنی تھی بیان کی ارشاد ہے "سعد نے کہا ہاں اور اپنے دونوں کانوں کی طرف اشارہ کیا" یعنی میرے ان دونوں کانوں نے خود یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنی ہے ارشاد ہے "اگر ایسا نہ ہو تو یہ دونوں کان خاموش ہو جائیں"۔ یعنی جو حدیث میرے ان دونوں کانوں نے سنی ہے اگر یہ حدیث اسی طرح نہ ہو اور اس کے خلاف ہو تو یہ دونوں کان بہرے ہو جائیں گویا انتہائی تاکید فرمارہے ہیں کہ یہ حدیث اسی طرح ہے جس طرح کہ میرے بیٹے نے بیان کی ہے۔

وخالفہ یوسف الماجشون فرواہ عن محمد بن المنکدر عن سعید عن عامر بن سعد عن ابیہ وتابعہ علی روایتہ عن عامر بن سعد علی بن زید بن جدعان اسنادہ حسن (احمد میرین البلوشی صفحہ ۷۰)

اسماء الرجال حدیث ۵۰ / ۶

۵۰۔ ۱۔ صفوان بن محمد بن عمرو۔ ملاحظہ کیجئے اسماء الرجال حدیث ۲۶۔ ۱

۵۰۔ ۲۔ احمد بن خالد۔ ملاحظہ کیجئے اسماء الرجال حدیث ۲۶۔ ۲

۵۰۔ ۳۔ عبدالعزیز بن ابی سلمۃ عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمۃ للاجشون المدنی ثقہ، فقیہ، مصنف اور طبقہ السابقہ سے ہے۔ ۱۶۴ ھجری میں فوت ہوا۔ (التقریب ۲۱۵)

۵۰۔ ۴۔ محمد بن المنکدر۔ ملاحظہ کیجئے اسماء الرجال حدیث ۴۹۔ ۳

۵۰۔ ۵۔ سعید ابن المسیب۔ ملاحظہ کیجئے اسماء الرجال حدیث ۴۵۔ ۵

۵۰۔ ۶۔ ابراھیم بن سعد۔ ملاحظہ کیجئے اسماء الرجال حدیث ۴۹۔ ۵

۵۰۔ ۷۔ سعد۔ ملاحظہ کیجئے اسماء الرجال حدیث ۸۔ ۶

گزشتہ سے پیوستہ

سیر السلوک الیٰ ملک الملوک

مدیر اعلیٰ

اور جو مرید سلوک طریقت کا اہل ہو تو اس کا نفس بھوک، پیاس، شب بیداری اور مخلوق سے یکسوئی کا عادی ہوتا ہے اور جب کبھی اسے اپنے بھائیوں میں سے کسی کی طرف سے تکلیف پہنچے تو وہ ایذاء پہنچانے والے کی بجائے اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے اور اپنے نفس کے خلاف دلیل قائم کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اگر میں قصوروار نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی میرے بھائی کو مجھے دکھ دینے کی طاقت عطا نہ کرتا۔ اور یہ کہ وہ ہمیشہ اپنے نفس کو ہی خطاوار سمجھے گا۔ چنانچہ جب کوئی شخص اسے گالی دے گا تو جواباً گالی دینے کی بجائے یہ اپنے نفس کو ملزم ٹھہرائے گا اور اگر کوئی بھی آدمی اسے دکھ دے گا تو یہ اسے دکھ پہنچانے کی بجائے اپنے آپ کو ملامت کرے گا۔

نیز اگر سلوک کے دوران اس پر بسط (فراخی) اور رجا (امید) کی کیفیت طاری ہو تو آداب طریقت کی کمی کی وجہ سے اسے اس حالت پر خوش نہیں ہونا چاہئے بلکہ اس سے پرہیز کرنا چاہئے اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے اس حالت کے بدلنے کی دعا کرنی چاہئے اس لئے کہ اس مقام پر اس کی سلامتی حالت قبض اور خوف میں ہے اور ان حالتوں (قبض و خوف) میں مرید کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہوتا لیکن جو لوگ طریقت سے بے خبر ہیں ان پر یہ حالتیں بہت گراں گزرتی ہیں حالانکہ عارف مرید بسط کی حالت میں اس طرح خوفزدہ رہتا ہے جس طرح کہ رنج والم سے ڈرتا ہے۔ جبکہ قبض کی حالت میں وہ لذت پاتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ حالت بسط میں ظاہری آبادی اور باطنی بربادی ہے لیکن حالت قبض میں نفس خبیثہ (امارہ) کی بری صفات کی تباہی اور باطنی سیرت کی آراستگی ہے۔

اور اگر کوئی مرید یہ کہے کہ میں حالت بسط میں اللہ جل جلالہ کی حضوری، مناجات، مراقبات اور مشاہدہ کی کیفیات سے بہرہ مند ہوتا ہوں۔ جبکہ حالت قبض میں ان میں سے کچھ بھی نہیں پاتا تو جان لو کہ یہ مرید جو دعویٰ کر رہا ہے اس کا اہل ہرگز نہیں اسے نہ تو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہے اور نہ ہی یہ اپنے نفس کی

کیفیت سے واقف ہے اس لئے کہ حالت حضوری میں حق تعالیٰ کے سوا سب کچھ غائب ہوجاتا ہے اور حالت قبض میں ہی انسان سے ماسویٰ اللہ غائب ہوتے ہیں۔ نیز حالت بسط میں سالک پر خوشی طاری رہتی ہے لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ کی شان قدرت یہ ہے کہ وہ خوش و خرم دل کی بجائے قلب حزین (غمزدہ دل) کو پسند فرماتا ہے۔

اگرچہ دل کی یہ شادمانی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہی ہو اور یہ کہ مرید کا دل غمگین ہونا چاہئے اور سر عجز وانکساری سے جھکا ہوا ہو اسے ظاہر و باطن میں اللہ جل جلالہ سے تزکیہ نفس طلب کرنا چاہئے اور اگر اس سے طریقت کے خلاف کوئی قول و فعل صادر ہو جائے تو اسے مرشد کے سامنے بیان کرنا چاہئے اور مرشد سے کچھ بھی نہیں چھپانا نہیں چاہئے پس جب مرید اوصاف (حسنہ) سے متصف ہوجاتے تو پھر وہ سلوک کے قابل ہوجاتا ہے اگرچہ اس میں کچھ اوصاف ذمیمہ بھی پائے جائیں۔

(جاری ہے)

بقیہ صفحہ ۹

مطہرات کے سارے حجرے بلکہ مدینہ منورہ کا بڑا حصہ مسجد نبوی شریف میں داخل ہوگیا ہے ــــــ آپ خود اس مسجد شریف میں آرام فرما رہے ہیں اور ساتھ ہی حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی ــــــ ساری بہاریں نسبتوں کی ہیں ــــــ اللہ اللہ محبوبوں کی اداؤں کو اللہ تعالیٰ نے عبادت کا حصہ بنا دیا (۲۷) ــــــ اس رمز محبت کو سمجھنے کی کوشش کریں پھر سب باتیں سمجھ میں آتی چلی جائیں گی ــــــ